۱۸؍ جولائی ۱۹۱۳ء

خطبہ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیح نے سورۃ الاعلیٰ تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا۔

ہر اس شخص پر جو قرآن پر ایمان لایا' جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا' جو اللہ پر ایمان لایا' اس کی کتابوں پر ایمان لایا' فرض ہے کہ وہ کوشش کرے کہ خدا تعالیٰ کے کسی نام پر کوئی آدمی اعتراض نہ کرنے پائے۔ اگر کرے تو اس کا ذب کرے۔ اس لئے ارشاد ہوتا ہے سَبِّحْ جناب الٰہی کی تنزیہ کر۔ اس کی خوبیاں' اس کے محامد بیان کر۔

تسبیح کے کیا معنے ہیں؟

میں نے بعض نادانوں کو دیکھا ہے۔ جب جناب الٰہی اپنی کامل حکمت و کمالیت سے اس کے قصور کے بدلے سزا دیتے ہیں' اور وہ سزا اسی کی شامت اعمال سے ہی ہوتی ہے جیسے فرمایا وَمَآ اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ (الشوریٰ:۳۱) تو وہ شکایت کرنے لگتے ہیں۔ مثلاً کسی کا کوئی پیارے

سے پیارا مر جائے تو اس ارحم الراحمین کو ظالم کہتے ہیں۔ بارش کم ہو تو زمیندار سخت لفظ بک دیتے ہیں اور اگر بارش زیادہ ہو تب بھی خدا تعالیٰ کی کامل حکمتوں کو نہ سمجھتے ہوئے برا بھلا کہتے ہیں۔ اس لئے ہر آدمی پر حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس و تسبیح کرے۔ آپ کے کسی اسم پر کوئی حملہ کرے تو اس حملہ کا دفاع کرے۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں کوئی برا کہے یا تمہارے ماں باپ یا بھائی بہن یا محبوب کو سخت سست کہہ دے تو تمہیں بڑا جوش پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہو۔ لیکن جس وقت اللہ کے کسی فعل پر کہ وہ بھی اس کے کسی اسم کا نتیجہ ہے کوئی نادان یا شریر اعتراض کرتا ہے تو تم کہتے ہو۔ جانے دو' کافر ہے۔ بکتا ہے۔ اس وقت تمہیں یہ جوش نہیں آتا۔ حالانکہ جن کے لئے تم نے اتنا جوش دکھایا' ان میں تو کچھ نہ کچھ نقص یا عیب و قصور ضرور ہو گا۔ مگر اللہ تو ہر برائی سے منزہ' ہر حمد سے محمود ہے۔ ہر وقت تمہاری ربوبیت کرتا ہے۔ اب جو اس کے اسماء کے لئے اپنے تئیں سینہ سپر نہیں کرتا وہ نمک حرام ہی ہے اور کیا؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کوئی پڑھے ہوئے ہیں جو لوگوں سے مباحثے کرتے پھریں۔ تعجب کی بات ہے کہ اگر کوئی ان کے ماں باپ یا بھائی بہن کو یا کسی دوست کو یا خود ان کو برا کہہ دے تو وہ ناخواندگی یاد نہیں رہتی اور سنتے ہی آگ ہو جاتے ہیں اور پھر جس طریق سے ممکن ہو اس کا دفاع کرتے ہیں۔ مگر جناب الٰہی سے غافل ہیں۔ اسی طرح خدا کے برگزیدوں پر طعن کرنا دراصل خدا تعالیٰ کی برگزیدگی پر طعن رکھنا ہے۔ اس کے لئے بھی مومنوں کو غیرت چاہئے۔ بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے شیعہ محلّہ میں رہتے ہیں۔ ان کے تبرے سنتے سنتے کچھ ایسے بے غیرت ہو جاتے ہیں کہ کہنے لگتے ہیں صحابہؓ کو برا کہنا معمولی بات ہے۔ حالانکہ ان کی برائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر حملہ ہے جس نے ان کو تیار کیا۔

اسی طرح عیسائی مشنری بڑی بداخلاق قوم ہے۔ عیسائی مشنریوں کے اخلاق! کوئی خلق ان میں ہے ہی نہیں۔ ایک شخص نے کہا ان کی تعلیم میں تو اخلاق ہے اور ایک نے کہا ان میں بڑا خلق ہے۔ ایسا کہنے والے نادان ہیں۔ ان کے ہاں ایک عقیدہ ہے نبی معصوم کا' جس کے یہ معنے ہیں کہ ایک ہی شخص دنیا میں ہر عیب سے پاک ہے۔ باقی آدم سے لے کر اس وقت تک کے کل انسان گنہگار اور بدکار ہیں۔ ان لوگوں نے یہاں تک شوخی سے کام لیا ہے کہ حضرت آدمؑ کے عیوب بیان کئے۔ پھر حضرت نوحؑ کے' حضرت ابراہیمؑ کے' حضرت موسیٰؑ کے۔ الغرض جس قدر انبیاء اور راستباز پاک انسان گزرے ہیں ان کے ذمہ چند عیوب لگائے ہیں۔ پھر ہماری سرکار ہے۔ احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو ان کو خاص نقار ہے اور دھت ہے ان کو گالیاں دینے کی۔ باوجود اس گندہ دہنی کے پھر بھی ایسے لوگوں کو کوئی

بڑے اخلاق والا کہتا ہے تو اس کی غیرت دینی پر افسوس۔ ایک شخص تمہارے پاس آتا ہے اور تم کو آکر کہتا ہے میاں! تم بڑے اچھے بڑے ایماندار' آیئے تشریف رکھئے۔ باپ تمہارا بڑا ڈوم' بھڑوا' کنجر' بڑا حرامزادہ' سؤر' ڈاکو' بدمعاش تھا۔ تم بڑے اچھے آدمی ہو اور ساتھ ساتھ خاطرداری کرتا جائے تو کیا تم اس کے اخلاق کی تعریف کرو گے؟

تمام جہان کے ہادیوں کو' جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زیادہ بیان کی جاتی ہے اور میرا تو اعتقاد ہے' ان کو کوئی نہیں گن سکتا' بدکار گنہگار کہنے والا' ایک شخص کی مزورانہ خاطرداری سے خوش اخلاق کہلا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کی تو ہتک کرتے ہیں اور تم ان کی نرمی اور خوش اخلاقی کی تعریف کرو' حد درجے کی بے غیرتی ہے۔

عیسائی خدا کی شریعت کو لعنت کہتے ہیں

یہاں تک تو انہوں نے کہہ دیا کہ شریعت کی کتابیں لعنت ہیں' پرانی چادر ہیں۔ ان کتابوں کو جو حضرت رب العزت سے خلقت کی ہدایت کے لئے آئیں لعنت کہنا کسی خوش اخلاق کا کام ہو سکتا ہے؟ دیکھو گلتیوں کا خط کہ اس میں شریعت کو لعنت لکھا ہے۔

خدا تعالیٰ کے متعلق عقیدہ

پھر خدا سے بھی نہیں ٹلے۔ کہتے ہیں اس کا بیٹا ہے تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا (مریم:۹۱'۹۲)۔ پھر اس بیٹے پر اس غضب کی توجہ کی ہے کہ اپنی دعائیں بھی اسی سے مانگتے ہیں۔ بیٹے پر ایمان لانے کے بدوں کسی کو نجات نہیں۔ خدا کسی کو علم نہیں بخش سکتا۔ یہ تو روح القدس کا کام ہے نہ اللہ تعالیٰ کا۔

عیسائی مشنریوں کے بداخلاق

غرض اس درجہ بداخلاقی سے کام لینے والوں کو خوش خلق کہنا محض اس بنا پر کہ جب کوئی ان کے پاس گیا تو مشنری نے انجیل دے دی' کسی کو روپیہ دے دیا' کسی کی دعوت کر دی' حد درجے کی بے غیرتی ہے۔ ان ظالموں نے ہمارے سب ہادیوں کو برا کہا۔ تمام کتب الٰہیہ کو برا کہا۔ جناب الٰہی کے اسماء و صفات کو برا کہا۔ اسے سمیع الدعا' علم دینے والا نہ سمجھا۔ پھر اخلاق والے بنے ہیں۔ توبہ توبہ۔ ان کے کفارہ کا

الو ہی سیدھا نہیں ہوتا جب تک یہ تمام جہان کے راستبازوں کو اور تمام انسانوں کو گنہگار' بدکار اور لعنتی نہ کہہ لیں۔ ان میں خوش اخلاقی کہاں سے آگئی۔

مومن کا فرض اپنے رب کی تسبیح ہے

ان حالات میں مومن کا فرض ہے کہ جناب الٰہی کی تسبیح کرے۔ اس کے اسماء کی تسبیح میں کوشاں رہے۔ اس کے انتخاب شدہ بندوں کی تسبیح کرے۔ ان پر جو الزام لگائے جاتے ہیں' جو عیوب ان کی طرف شریر منسوب کرتے ہیں ان کا دفاع و ذب کرے اور سمجھائے کہ جنہیں میرا رب برگزیدہ کرے وہ بدکار اور لعنتی نہیں ہوتے۔ ان کی تسبیح خدا کی تسبیح ہے۔ یہ معنے ہیں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى (الاعلیٰ:۲) کے۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى (الاعلیٰ:۳)

تمہارا خدا تو ایسا ہے کہ اس کی مخلوقات سے اس کی تسبیح و تقدیس عیاں ہے۔ اس نے خلق کیا اور پھر تمہارے اندر نسل انسانی کو ایسا ٹھیک کیا کہ سب کچھ اس کے ماتحت کر دیا۔ آگ' پانی' ہوا سب عناصر کو تمہارے قابو میں کر دیا۔

وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى (الاعلیٰ:۴)

پھر چونکہ سارے جہان سے اس نے کام لینا تھا اس لئے ہر مخلوق کو ایک ضابطہ و قانون کے اندر رکھا تاکہ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکے اور خدمت لے سکے۔ مثلاً یہ عصا ہے۔ میں اس سے ٹیک لگاتا ہوں۔ اگر بجائے ٹیک کا کام دینے کے یہ یکدم چھوٹا ہو جائے یا مجھے دبائے یا اپنی طرف کھینچ لے تو میرے کام نہیں آسکتا۔ پس اس نے اپنی حکمت بالغہ سے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا۔ یعنی جس ترتیب سے وہ چیز مفید و بابرکت ہو سکتی ہے اس ترتیب سے اس نے بنا دیا اور پھر انسانوں کو اس سے کام لینا سکھایا۔

وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۔ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى (الاعلیٰ:۵'۶)

پھر ان چیزوں پر غور کریں تو ان کا ایک حصہ ردی اور پھینک دینے کے قابل بھی ہوتا ہے یا ہو جاتا ہے۔ مثلاً کھیتی ہے۔ پہلے پھل دیتی ہے۔ لوگ مزے سے کھاتے ہیں۔ مگر اس کا ایک حصہ جلا دینے کے

قابل ہوتا ہے۔ اسی طرح انسانوں میں سے جو اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں اور انبیاء اور ان کی پاک تعلیم سے روگردانی کرتے ہیں وہ آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ ہر ایک انسان کو خدا تعالیٰ پڑھاتا ہے اور وہ یاد رکھتا ہے۔ جس قدر اللہ چاہے اس میں سے بھول بھی جاتا ہے۔ غرض اس نے اپنی پاک راہوں کو دکھانے کے لئے اپنی تعلیم بھیج دی ہے اور بتا دیا ہے۔

اِنَّهٗ یَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ وَ مَا یَخۡفٰی (الاعلیٰ:۸)

نیکی سیکھنے اور اس پر چلنے کا طریق یہ ہے کہ اللہ کو دانائے آشکار و غیب جانے۔ دیکھو میں اس مقام پر کھڑا ہوں۔ یہ مقام چاہتا ہے کہ میں گند نہ بولوں۔ بدی کی راہ نہ بتاؤں۔ نیک باتیں جو مجھے آئیں تمہیں سنا دوں۔ ہاں ایک امر مخفی بھی ہے وہ یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے کھڑا ہوں یا ریاء و حرص کے لئے۔ جیسا کہ کشمیر میں واعظ کرتے ہیں۔ گھنٹوں منبر پر کھڑے رہتے ہیں۔ ایک شخص آ کر کہتا ہے۔ حضرت! اب بس کرو۔ جمعہ کا وقت تنگ ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں۔ بس کیا خاک کریں، ابھی تو دو آنے کے پیسے بھی نہیں ہوئے۔ تب ایک شخص اٹھتا ہے اور چندہ کرتا ہے اور اسی طرح اس سے رہائی حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح تم کو کیا خبر میرے دل میں کیا درد ہے اور کتنی تڑپ ہے۔ دوسری طرف تم یہاں جمعہ کا خطبہ سننے اور نماز جمعہ پڑھنے کے لئے آئے ہو مگر تمہارے دلوں کی کیا خبر کہ ان میں کیا ہے؟ کیونکہ آخر تمہیں میں سے ہیں جو میری مخالفتیں کرتے ہیں۔ میری ہی نہیں میرے گھر تک کی بھی۔ گو نادان ہیں جو ایسا کہتے ہیں۔ سنبھل کر کام کرو۔ ایسا نہ ہو کہ خدا ناراض ہو جائے۔ ایک جگہ اخفٰی کو سر کے مقابلہ میں رکھا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے یَعۡلَمُ السِّرَّ وَ اَخۡفٰی (طٰهٰ:۸)۔ وہاں منشاء باری تعالیٰ یہ ہے کہ میں ان خیالات کو بھی جانتا ہوں جو آج سے سال یا دو سال یا اس سے زیادہ مدت بعد تمہارے اندر پیدا ہوں گے اور اب خود تمہیں بھی معلوم نہیں۔ ایسے نگران علیم و خبیر، لطیف و بصیر خدا سے ڈر جاؤ اور نافرمانی نہ کرو۔

فَذَكِّرۡ اِنۡ نَّفَعَتِ الذِّكۡرٰی (الاعلیٰ:۱۰)

ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں۔ اور اللہ فرماتا ہے کہ نصیحت کرتے رہو۔ نصیحت ضرور سودمند ہوتی ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ تم باہر والوں کے لئے نمونہ بنو۔ تمہارا لین دین، تمہاری گفتار، رفتار، تمہارا چال و چلن، (تمہارا سر و علن) تمہارا اٹھنا بیٹھنا، تمہارا کھانا پینا، ایسا ہو کہ دوسرے لوگ بطور اسوہ حسنہ اسے قرار دیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ یہاں بدمعاملگی بھی ہوتی ہے۔ بدزبانی بھی ہوتی ہے۔ بدلگامی

بھی ہوتی ہے اور اس سے مجھے رنج پہنچتا ہے۔ تم اللہ کو علیم و خبیر، بصیر مان کر اپنے آپ کو بدیوں سے روکو۔ یہ بھی ایک قسم کی تسبیح ہے۔ جب تم ایسا کرو گے تو دوسرے لوگوں کا ایمان بھی بڑھے گا۔ اللہ توفیق دے۔

(الفضل جلد ۱ نمبر ۷--- ۲۳؍ جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۲-۱۳)

☆-☆-☆-☆